Rooh-e-Tahqeeq, Vol.03, No.04, Serial No. 10, October – December 2025

امداد باہمی کا مفہوم اور معاصر لٹریچر کا تجزیاتی مطالعہ

Concept of Welfare and Analytical study of Contemporary Literature

Syed Muhammad Najam-ul-Qosain
PhD Scholar (Islamic Studies) NCBA&E, Lahore, Sub Campus Multan
qosainshah7@gmail.com

Dr. Hafiz Muhammad Hassan Mahmood
Lecturer in Islamic Studies, University of Education, Lahore (Vehari Campus)
hassan.mahmood@ue.edu.pk

Abstract:
The Glorious Quran and Sunnah is the center/hub/axis and basis/ foundations of the religion Islam. The complete and practical guidance about the significance and motivation regarding social welfare and mutual assistance have been highlighted in the light of these two basic sources. Meanings and definitions, analytical comparison of this topic have been elaborated in this article being studied. In this research, admitted research principles, contemporary literature and basic and relevant resources of abstracted references have been presented. Mutual assistance has multiple scope and spheres. For every individual and family, society and state; even every person's support and welfare; protection and provision of opportunities to progress and to be prosperous is extremely essential. These principles are directly or indirectly applicable and concerned to the term mutual assistance. Islam is the only universal and perpetual religion world over. The Noble Quran is the only comprehensive and Universal Book and our Beloved Holy Prophet: being the blessing for all the creatures; human beings and humanity. Therefore, the Muslim Ummah is the universal Ummah (Community). That's why, the range of concepts about mutual assistance encompasses Allah's all creatures and all the human beings. In this article, by keeping in view; the meanings of mutual assistance in the light of the Holy Quran and Sunnah; the Holy Prophet's (Hazrat Muhammad, PBUH) companion's life and insightful scholars' opinions the practical examples pertaining to the topic have been included. In the end, the introduction of important books related to the topic has been presented in accordance with analytical Characteristics.

Keywords: Hazrat Muhammad, PBUH, Islam, Quran and Sunnah, Social welfare, Ummah (Community)

تعارف

کتاب و سنت دین اسلام کا مرکز و محور اور اس کی اساس اور بنیاد ہے۔ دین اسلام کے ان دو بنیادی ماخذات میں سماجی فلاح و بہبود اور امداد باہمی کی ترغیب فضیلت اور اس کی عملی صورتوں کے حوالے سے مکمل رہنمائی کی گئی ہے۔ زیر نظر مضمون میں امداد باہمی کے مفاہیم و مطالب اور اس موضوع پر معاصر لٹریچر کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ تحقیقی مضمون مروجہ اصول تحقیق کی روشنی میں بنیادی ماخذات کے حوالوں سے آراستہ ہے۔ امداد باہمی کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ فرد خاندان سوسائٹی ریاست حتی کہ پوری دنیا کی کفالت خدمت تحفظ ترقی کے عوامل پر امداد باہمی کی اصطلاح کا اطلاق ہوتا ہے۔

اسلام عالمگیر دین ہے۔ قرآن حکیم آفاقی کتاب اور صاحب قرآن ﷺ رحمت العالمین ہونے کے ناطے مسلم امہ عالمی اُمت ہے۔ چنانچہ اسلام میں امداد باہمی کا دائرہ کار رب العالمین کی جملہ مخلوقات تک محیط ہے۔ اس مضمون میں امداد باہمی کا مفہوم اہم مفکرین کی آراء قرآن وحدیث اور آثار صحابہ کی روشنی میں امداد باہمی کی عملی مثالوں کو بیان کیا گیا ہے اور آخر میں اس موضوع پر اہم کتب کا تعارف تجزیاتی اسلوب کے مطابق پیش کیا گیا ہے۔

مفاہیم ومطالب

امداد باہمی ایک وسیع المعانی اصطلاح ہے۔ اس کی حتمی اور قطعی تعریف کو چند الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ تاہم مسلم سماج بلکہ ہر انسانی سماج میں تمام ذی روح اور ذی جان مخلوقات کی زندگی کو ہر لحاظ سے آسان محفوظ صحت مند بنا کر اس کے فطری ارتقاء کو ممکن بنانا، اس پورے عمل پر امداد باہمی کا اطلاق ہوتا ہے۔ امام غزالی(م۵۰۵ھ) لکھتے ہیں:

> معاشرے کا ہر فرد دوسرے کا محتاج ہے؛ کسان جولاہے کا اور جولاہا کسان کا۔ یہ باہمی امداد ہی انسانی بقا کا ضامن ہے۔(۱)

امام غزالی کی جولاہے اور کسان کی بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاشرے کا ہر طبقہ اپنی زندگی کو برقرار رکھنے اور بہتر بنانے کے لئے باہمی تعاون ناگزیر ہے۔ ابن خلدون(م۸۰۸ھ) کے مطابق:

> انسان اپنی ضرورت کی خوراک تنہا حاصل نہیں کر سکتا، اسے کم از کم چھ سے دس افراد کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ گندم کی کٹائی، پسائی اور پکائی کے مراحل طے کر سکے۔(۲)

ابن خلدون نے چھ سے دس افراد کا ذکر صرف مثال کے طور پر کیا ہے ورنہ سماج کا ہر فرد اور طبقہ گزر بسر کے لئے دوسرے فرد اور طبقے کا رہین منت ہے اس کے بغیر سوسائٹی کی تشکیل وتقویم ناممکن ہے۔ شاہ ولی(م۱۱۷۶ھ) کے بقول:

> جب تک لوگ ایک دوسرے کے ساتھ خدمات کا تبادلہ نہیں کرتے، انسانی تمدن مکمل نہیں ہو سکتا۔(۳)

گویا شاہ ولی اللہ کے مطابق انسانی تمدن کی تکمیل اور ترقی کے لئے باہمی معاونت ومفاہمت نصرت واعانت ناگزیر فطری امر ہے اس ضمن میں مولانا مودودی(م۱۹۷۹ء) لکھتے ہیں:

> اسلامی معیشت میں مقابلہ بازی (Competition) کے بجائے تعاون (Co-operation) اصل روح ہے، تاکہ دولت چند ہاتھوں میں محصور نہ رہے۔(۴)

سماجی دولت ہی کیا افرادی قوت اور اجتماعی قومی صلاحیت کا نصب العین بھی سماج میں تعاون باہمی کو فروغ دینا ہے کیونکہ اس کے بغیر ارتقائے حیات تو کیا بقائے حیات بھی ممکن نہیں، اس ضمن میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب نے لکھا ہے:

> تکافل کا اصل مقصد گروہی بنیادوں پر ایک دوسرے کے نقصان کی تلافی کرنا ہے، جو امدادِ باہمی کی جدید شکل ہے۔(۵)

ان تمام حقائق اور امداد باہمی سے متعلق تعارف تعریف تمہید کی اصل بنیاد کو قرآن حکیم نے بھی بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَهُمۡ يَقۡسِمُونَ رَحۡمَتَ رَبِّكَ نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَيۡنَهُم مَّعِيشَتَهُمۡ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَرَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٖ دَرَجَٰتٖ لِّيَتَّخِذَ بَعۡضُهُم بَعۡضٗا سُخۡرِيّٗا وَرَحۡمَتُ رَبِّكَ خَيۡرٞ مِّمَّا يَجۡمَعُونَ﴾ (۶)

ترجمہ: کیا یہ لوگ تمہارے پروردگار کی رحمت کو بانٹتے ہیں؟ ہم نے ان میں ان کی معیشت کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے تا کہ ایک دوسرے سے خدمت لے اور جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں تمہارے پروردگار کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے۔

تفاوتِ درجات کی حکمت بیان کرتے ہوئے مولانا امین احسن اصلاحی (م۱۹۹۷ء) لکھتے ہیں:

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ذہنی اور مادی دونوں اعتبار سے درجات و مراتب کا تفاوت رکھا کہ لوگ باہمی تعاون سے زندگی بسر کریں۔ ایک دوسرے کو اپنے کام میں لگا سکیں۔(۷)

علامہ محمود احمد آلوسی لکھتے ہیں:

"لیستعمل بعضهم بعضا فی مصالحم ویستخدموهم فی مهنهم ویسخروهم فی اشغالهم حتی یتعایشوا ویترافدوا ویصلوا الی مرافقهم"(۸) یعنی بعض لوگ دوسرے لوگوں کو اپنے کام اور مصلحت کے لئے استعمال کریں مختلف پیشوں میں ان سے کام لیں ان کے کاموں سے فائدہ اٹھائیں تا کہ اکٹھے ہو کر آرام اور سکون سے زندہ رہیں اور اپنی آسائشیں انہیں حاصل ہو جائیں۔

امداد باہمی اور کتاب وسنت

ان عظیم ماہرین کی طرف سے امداد باہمی کی تعریفات اور قرآن حکیم کی درج بالا آیت کی حکمت سے معلوم ہوتا ہے کہ امداد باہمی انسانی تخلیق کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی سکیم ہے اس کے بغیر فرد اور سوسائٹی کا تصور محال ہے اس لئے کتاب وسنت میں اس کی تاکید تعریف ترغیب اور فضیلت وحکمت بیان کی گئی ہے۔

امداد باہمی از روئے قرآن

قرآن حکیم انسانیت کے لئے وہ صحیفہ ہدایت ہے جسے بجا طور پر ایک مکمل Universal Document کہا جا سکتا ہے۔ یہ انسانیت کے نام خالق کائنات کا آخری پیغام ہے اور اس میں انسان زندگی سے متعلق تمام اصول وضوابط کا بیان ہے۔ اس کی حکمت کو کتاب الٰہی کے نام سے محفوظ کیا گیا اور سنت رسول کے نام سے اسے ظاہر کیا گیا۔ امداد باہمی کے حوالے سے قرآن حکیم میں مکمل رہنمائی ملتی ہے۔

﴿وَٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَلَا تُشۡرِكُواْ بِهِۦ شَيۡـٔٗاۖ وَبِٱلۡوَٰلِدَيۡنِ إِحۡسَٰنٗا وَبِذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡيَتَٰمَىٰ وَٱلۡمَسَٰكِينِ وَٱلۡجَارِ ذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡجَارِ ٱلۡجُنُبِ وَٱلصَّاحِبِ بِٱلۡجَنۢبِ وَٱبۡنِ ٱلسَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُكُمۡۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخۡتَالٗا فَخُورًا﴾ (۹)

ترجمہ: اور خدا ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسائیوں اور اجنبی ہمسائیوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ خدا (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

یہ آیت مبارکہ اپنی طوالت اور موضوع کی اہمیت سے اس قدر مربوط اور ہم آہنگ ہے کہ مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ تاہم اس میں تمام سماجی طبقات کو حسن سلوک اور باہمی امداد ونصرت کا بلا لحاظ مذہب وملت مستحق قرار دیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے خدمت خلق، سماجی فلاح وبہبود اور امداد باہمی کے لئے مذہب وملت کی شرط اور قید نہیں لگائی گی اس کا دائرہ پوری انسانیت تک وسیع رکھا گیا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡبِرِّ وَٱلتَّقۡوَىٰۖ وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡإِثۡمِ وَٱلۡعُدۡوَٰنِۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۖ إِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلۡعِقَابِ﴾ (۱۰)

ترجمہ: اور (دیکھو) نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کا عذاب سخت ہے »

اس آیت مبارکہ کا ایک اصل اور بنیادی مفہوم یہ بھی ہے کہ خدمت خلق امداد باہمی اور رفاہ عامہ جیسے کام کرتے ہوئے اپنی ذاتی دشمنی اور مخالفت کو فراموش کر دیا جائے اور بے لوث اور بے لاگ انسانیت کی خدمت کی جائے۔ بے لوث خدمت خلق اور امداد باہمی کے حوالے سے فرمایا کہ خدمت اور معاونت کے بعد لوگوں سے شکریہ کا تقاضہ بھی نہ کرو اور نہ اس کی تمنا رکھو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَيُطۡعِمُونَ ٱلطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ مِسۡكِينا وَيَتِيما وَأَسِيرًا إِنَّمَا نُطۡعِمُكُمۡ لِوَجۡهِ ٱللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمۡ جَزَاء وَلَا شُكُورًا﴾(۱۱)

ترجمہ: اور باوجود یہ کہ ان کو خود طعام کی خواہش (اور حاجت) ہے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم تم کو خالص خدا کے لئے کھلاتے ہیں۔ نہ تم سے عوض کے خواستگار ہیں نہ شکر گزاری کے (طلبگار)۔

موضوع سے متعلق اس آیت کا اصل پیغام یہ ہے کہ خدمت خلق رفاہ عامہ اور امداد باہمی کا ہر چھوٹا بڑا کام صرف اور صرف رضائے الٰہی کے لئے کیا جائے اس میں خود نمائی ریاکاری شہرت تکبر احسان جتلانے اور دوسرے کی عزت نفس کو مجروح کرنے کا کوئی معمولی سے معمولی شائبہ نہ پایا جائے۔ جو لوگ ان منفی مقاصد کے لئے انسانیت کی خدمت کرتے ہیں ان کے متعلق قرآن حکیم کا بالکل واضح پیغام درج ذیل ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُبۡطِلُواْ صَدَقَٰتِكُم بِٱلۡمَنِّ وَٱلۡأَذَىٰ كَٱلَّذِي يُنفِقُ مَالَهُۥ رِئَآءَ ٱلنَّاسِ وَلَا يُؤۡمِنُ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِ فَمَثَلُهُۥ كَمَثَلِ صَفۡوَانٍ عَلَيۡهِ تُرَاب فَأَصَابَهُۥ وَابِل فَتَرَكَهُۥ صَلۡدا لَّا يَقۡدِرُونَ عَلَىٰ شَيۡء مِّمَّا كَسَبُواْ وَٱللَّهُ لَا يَهۡدِي ٱلۡقَوۡمَ ٱلۡكَٰفِرِينَ﴾(۱۲)

ترجمہ: مومنو! اپنے صدقات (وخیرات) احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا۔ جو لوگوں کو دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اور خدا اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ تو اس (کے مال) کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برس کر اسے صاف کر ڈالے۔ (اسی طرح) یہ (ریاکار) لوگ اپنے اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اور خدا ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

حد تو یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے انسانیت کے حق میں اس بہترین کام کے لئے خرچ ہونے والے مال کو اپنے لئے قرض قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَّن ذَا ٱلَّذِي يُقۡرِضُ ٱللَّهَ قَرۡضًا حَسَنا فَيُضَٰعِفَهُۥ لَهُۥ وَلَهُۥٓ أَجۡر كَرِيم﴾(۱۳)

ترجمہ: کون ہے جو خدا کو (نیت) نیک (اور خلوص سے) قرض دے تو وہ اس کو اس سے دگنا کرے اور اس کے لئے عزت کا صلہ (یعنی جنت) ہے۔

یہی بات سورۃ البقرہ میں اس طرح ارشاد فرمائی:

﴿مَّن ذَا ٱلَّذِي يُقۡرِضُ ٱللَّهَ قَرۡضًا حَسَنا فَيُضَٰعِفَهُۥ لَهُۥٓ أَضۡعَافا كَثِيرَة وَٱللَّهُ يَقۡبِضُ وَيَبۡصُۜطُ وَإِلَيۡهِ تُرۡجَعُونَ﴾(۱۴)

ترجمہ: کوئی ہے کہ خدا کو قرض حسنہ دے کہ وہ اس کے بدلے اس کو کئی حصے زیادہ دے گا۔ اور خدا ہی روزی کو تنگ کرتا اور (وہی اسے) کشادہ کرتا ہے۔ اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

امداد باہمی از روئے حدیث

کیونکہ قرآن حکیم میں پوشیدہ حکمتوں کو ارشادات نبوی اور واقعات سیرت میں ظاہر کیا گیا ہے اس لئے لفظی قرآن (قرآن حکیم) کی طرح عملی قرآن حکیم (سیرت الرسول و ارشادات رسول ﷺ) رسول امداد باہمی خدمت خلق اور سماجی فلاح و بہبود جیسے عظیم ترین اعمال کو ترغیب و تاکید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں:

۱. "عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:" الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ"(۱۵) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مومن دوسرے مومن کے ساتھ ایک عمارت کے حکم میں ہے کہ ایک کو دوسرے سے قوت پہنچتی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے اندر کیا۔

۲. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ فِي الدُّنْيَا يَسَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ فِي الدُّنْيَا سَتَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ " (۱۶) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان کی کوئی دنیاوی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور فرما دے گا، جس نے دنیا میں کسی تنگ دست کے ساتھ آسانی کی اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ دنیا اور آخرت دونوں میں آسانی کرے گا، اور جس نے دنیا میں کسی مسلمان کے عیب کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے عیب کی پردہ پوشی کرے گا، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں ہوتا ہے“۔

۳. خَيْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ(۱۷) بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کے لئے مفید ہو۔

۴. مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ، أَوْ دَابَّةٌ، أَوْ طَيْرٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً(۱۸) جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے اور انسان یا پرندہ بھی اس میں سے کھائے تو اس کے لئے صدقہ ہے۔

۵. أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ(۱۹) بہترین نیکی اللہ پر ایمان لاتا اور بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے۔

۶. وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ، فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا، أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ، صَدَقَةٌ(۲۰) جو جائز کام لوگ خود نہ کر سکتے ہوں ان میں مدد کرنا صدقہ ہے۔ کسی کو سواری پر بٹھانا اس کا بوجھ اٹھانے میں مدد کرنا راستے سے تکلیف دینے والی شے کو اٹھانا بھی صدقہ ہے۔

۷. وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ، مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ(۲۱) اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔

۸. مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ(۲۲) جو شخص کسی مسلمان کی دنیا کی مصیبت دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کی مصیبتوں میں سے اس کی مصیبت دور کرے گا۔

۹. الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يُسْلِمُه(۲۳) مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ظالم کے حوالے کرتا ہے۔

۱۰. السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ، كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ(۲۴) بیوہ عورت اور یتیم بچوں کے کام کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔

۱۱. إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ، انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ، إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ(۲۵) جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے تین کاموں کا اجر ملتا رہتا ہے نیک اولاد، صدقہ جاریہ یا کوئی مفید علم جسے وہ اپنے پیچھے چھوڑ جائے۔

۱۲. تری المؤمنین في تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد إذا اشتكى عضوا تداعى له سائر جسده بالسهر والحمى (۲۶) مسلمانوں کی مثال باہمی اخوت و محبت اور جذبہ رحم دلی میں جسم واحد کی طرح کہ اگر جسم کا کوئی عضو درد و تکلیف میں مبتلا ہو تو سارا جسم بخار اور درد کی بے چینی کو محسوس کرتا ہے۔

امداد باہمی اور سماجی فلاح و بہبود سے متعلق رسول اللہ ﷺ نے صرف ارشادات اور ہدایات ہی عطا نہیں فرمائیں بلکہ ریاست مدینہ میں اس کی بہترین عملی صورت بھی قائم کی جو آج بھی پوری انسانیت کے لئے رول ماڈل ہے۔ چند واقعات درج ذیل ہیں:

امداد باہمی اور سیرت النبی ﷺ

سیرت النبی ﷺ میں مکی مدنی مواخات کا مرحلہ مرکزی اور بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اسلامی معاشرت کی تشکیل کا دارومدار اسی مواخات پر رہا اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام مختلف مذاہب، مختلف قبائل اور علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ مکی مدنی مواخات نے ان کو بنیان مرصوص بنا دیا۔ یہ معاہدہ مواخات حضور ﷺ کی فکر و بصیرت اور وسعت نظری کی معراج ہے۔ المسہودی نے وفاء الوفاء میں لکھا ہے کہ:

مواخات کا عمل دو مرتبہ پیش آیا ایک مرتبہ مکہ میں قبل از ہجرت اور مدینہ منورہ میں بعد از ہجرت۔ اس عقد مواخات میں بیرون عرب سے تعلق رکھنے والے مسلمان بھی شامل تھے جن مین حضرت بلال حبشیؓ، حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت صہیب رومیؓ کے نام نمایاں ہیں۔ (۲۷)

اسلام قبول کرنے کی وجہ سے بہت سے لوگ اپنے خاندان اور قبائل کی معاشی، سماجی معاونت سے محروم ہو جاتے تو یہ مواخات ایسے افراد کے لے معاشرے میں ایک متبادل بنیاد فراہم کرتی ان میں صاحب ثروت حضرات بھی تھے اور نادار بھی تھے۔ رشتہ مواخات میں منسلک ہونے کی وجہ سے یہ اسلامی برادری کا حصہ بن جاتے اور یہ بے گھر، بے وسیلہ، بے قبیلہ ہونے کی بجائے اسلامی نظریاتی جماعت کا رکن بن جاتے۔ اسی طرح یہ مکی مدنی سلسلہ مواخات مسلمانوں کے جداگانہ تشخص اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی پہچان بن گیا اس جاہلی سوسائٹی میں مسلمان ہونے والے افراد کو سیاسی، معاشی، سماجی، مذہبی متبادل اساس مل جاتی اور اسی طرح یہی دونوں معاہدہ مواخات تحریک اسلامی کے لیے ایک مستقل اور ٹھوس اساس بن گئی۔ مسلمانوں پر ہونے والے جسمانی تشدد، مالی استحصال جیسے زخموں کے لیے یہ معاہدہ مرہم کا کام کرتا اور خونی رشتوں پر اسلامی رشتہ غالب آجاتا۔ ابن حبیب (م ۲۴۵ھ) نے المحبر میں لکھا ہے:

اخى بينهم على الحق والمواساة وذالك بمكة (۲۸) رسول ﷺ نے صحابہ کرام کے درمیان مکہ میں باہمی ہمدردی اور تعاون کی بنیاد پر مواخات قائم کی۔

حضرت حمزہؓ حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کے بھائی بنے۔ حضرت ابو بکرؓ کو حضرت عمر فاروقؓ کا بھائی بنایا گیا حضرت عثمان کو حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت زبیر بن عوام کو حضرت عبد اللہ بن مسعود،

حضرت عبیدہ بن حارث کو حضرت بلالؓ کا بھائی بنایا گیا۔ دوسری مرتبہ مواخات ہجرت مدینہ کے پانچ ماہ بعد انصار و مہاجرین کے مابین حضرت انس بن مالک کے گھر حضور ﷺ نے قائم کی۔ مواخات کا یہ ارتقائی سفر مدینہ منورہ میں جاری رہا۔ جیسے جیسے لوگ مختلف علاقوں سے ہجرت کر کے مدینہ آتے رشتہ مواخات سے منسلک ہو جاتے۔ سیرت نگاروں نے ۵۰ سے ۶۰ تک مہاجر صحابہ کا ذکر کیا ہے جن کو انصار کا دینی بھائی بنایا گیا۔ ابن ہشام نے ۱۶، بلاذری نے ۲۲ اور ابن حبیب نے ۵۶، ابن سید الناس نے ۴۵ نام گنوائے ہیں۔ مدنی اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں عقد مواخات کا یہ ارتقائی سفر نبوی حکمت و فراست کی اعلیٰ مثال بنا اور مختلف تہذیبوں، مذاہب، ثقافتوں اور علاقوں سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرام نے جب اسلام قبول کیا تو اس رشتہ مواخات میں یک جان، یک قالب اور یک قلب بن گئے۔ مدنی مواخات کا پس منظر ہجرت مدینہ ہے اور یہ ہجرت بیعت عقبہ اولیٰ و ثانیہ کے بعد واقع ہوئی۔

مواخات کا یہ نظام بصیرت نبوی کا شاہکار ہے کیونکہ امداد باہمی اور رفاہ عامہ کے نکتہ نظر سے اس معاہدہ مواخات پر غور کیا جائے تو یہی عقد مواخات ہی وہ مضبوط بنیاد تھی جس پر ریاست مدینہ کو قائم کیا گیا۔ مواخات کے مبارک رشتے میں کون کس کا بھائی بنا ان میں سے چند نام یہ ہیں:

مہاجر	انصار
حضرت ابو بکر بن قحافہ	حضرت خوارجہ بن زید
حضرت عمر بن خطاب	حضرت عتبان بن مالک
حضرت عثمان بن عفان	حضرت اوس بن ثابت
حضرت ابو عبیدہ بن جراح	حضرت سعد بن معاذ
حضرت زبیر بن عوام	حضرت سلامہ بن وقش
حضرت مصعب بن یاسر	حضرت ابو ایوب انصاری
حضرت عمار بن یاسر	حضرت حذیفہ بن یمان
حضرت سلمان فارسی	حضرت ابو دردا
حضرت سعید بن زید	حضرت ابی بن کعب
حضرت عبد الرحمن بن عوف	سعد بن مالک
حضرت طلحہ بن عبید اللہ	حضرت کعب بن مالک
حضرت حاطب بن ابی بلتعہ	حضرت عویم بن سعد

مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے سیرت المصطفیٰ میں مواخات کے دو مرتبہ وقوع پذیر ہونے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فقط مہاجرین کے مابین مواخات مکہ میں ہوئی اور مہاجرین اور انصار کے مابین مدینہ میں ہوئی۔ مکہ میں بین المہاجرین ہونی والی مواخات میں حسب ذیل بھائی چارے کے رشتے ہوئے ہیں:

سرور دو عالم ﷺ	حضرت علی مرتضیٰ
حضرت ابو بکر صدیق	حضرت عمر فاروق

حضرت حمزہ بن زبیر بن عوام	حضرت عبد اللہ بن مسعود
حضرت عثمان بن عفان	حضرت عبد الرحمن بن عوف
حضرت عبیدہ بن حارث	حضرت بلال بن رباح
حضرت مصعب بن عمیر	حضرت سعد بن ابی وقاص
حضرت عبیدہ بن جراح	حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ
حضرت سعید بن زید	حضرت طلحہ بن عبید اللہ

مواخاۃ کے عمل کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ انصار و مہاجرین مل جل کر ایک ساتھ رہیں، ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھیں اور ایک دوسرے کی اچھی عادات واطوار کو اپنائیں رسول اللہ ﷺ نے تعلیم و تربیت کے ذریعہ ان حضرات کا عقیدہ اس قدر مضبوط کر دیا تھا کہ اس کی بنیاد پر ان کی نئی تہذیب وجود میں آنے لگی اور انصار و مہاجرین کے مابین تہذیبی اختلاف بتدریج ختم ہو گیا۔ یہ مواخات دراصل مکی معاہدہ مواخات کی ارتقائی شکل تھی اس سے متعلق مولانا محمد نعیم صدیقی لکھتے ہیں:

مدینہ کے معاشرہ کا ایک بڑا مسئلہ سینکڑوں مہاجرین کی بحالی کا مسئلہ تھا گھر بار چھوڑ چھاڑ کر مسلسل لوگ اکھٹے چلے آرہے تھے اور چند ہزار کی آبادی رکھنے والی متوسط سی بستی کو انھیں اپنے اندر جذب کرنا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلے کو جو تاریخ میں جب بھی پیدا ہوتا ہے پریشان کن بن جاتا ہے مدینہ کے معاشرے اور اس کے صدر ریاست نے جس کمال حکمت سے حل کیا اس کی کوئی دوسری مثال نہیں دنیا میں نہیں ملتی۔ کوئی آرڈیننس جاری نہیں کیے گئے مہاجرین کی تعداد معین کر کے کوئی قدغن نہیں لگائی گئی اور نہ ہی کسی جبر سے کام لیا گیا محض ایک اخلاقی اپیل کے ذریعے اس پر پیچ مسئلے کو چند روز میں حل کر لیا گیا۔ سرور عالم نے عقیدے نظریے اور مقصد کی صحیح معنوں میں ایک نئی برادری پیدا کر دکھائی اور ایک ایک انصاری کے ساتھ ایک ایک مہاجر کا رشتہ قائم کر دیا۔(۲۹)

امداد باہمی اور آثار صحابہ

امداد باہمی اور سماجی فلاح و بہبود سے متعلق حضور ﷺ کے ارشادات اور قائم کردہ منہج نبوت کو خلافت راشدہ میں نہ صرف من و عن قائم رکھا بلکہ وسائل کی کثرت آبادی میں اضافے اور ارتقائے تمدن وسعت ریاست کی بنا پر جو نئی صورت حال پیدا ہوئی تھی اس کے تناظر میں خلافت راشدہ میں اجتہادی بصیرت اور اس وقت کے عصری تقاضوں کو بھی ملحوظ رکھا گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ ریاستی فلاح اور امداد باہمی کے تمام امور کو نتیجہ خیز بنانے کے لئے مستحقین اور وسائل کے متعلق درست اعداد و شمار لازم ہیں تاکہ ان کی روشنی میں وسائل کی منصفانہ مشفقانہ اور عادلانہ تقسیم ہو سکے اس لئے خلافت راشدہ میں اعداد و شمار کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں جب مال فے آیا تو لوگوں کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا گیا تو بعض حلقوں نے یہ اعتراض کیا کہ اسلام کی خدمت کرنے والوں کو مال زیادہ دیا جائے تو اس پر حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا:

''اما ذکر تم من السوابق والقدم والفضل فما اعرفني بذلك وانما ذالك شئ ثوا به علی اللہ جل ثنائه وهذا معاش فالاسوة فيه خير من الأثرة''(۳۰)

تم نے جو سابقیت، اولیت اور فضیلت کا ذکر کیا ہے تو میں اس سے بہت اچھی طرح واقف ہوں لیکن یہ ایسی چیزیں ہیں جن کا ثواب اللہ جل شانہ کے ذمہ ہے مگر یہ معاملہ معاش کا ہے اس میں مساوات کا برتاؤ ترجیحی سلوک سے بہتر ہے۔

ایک دوسری روایت میں یوں ہے:

ان ابا بکر کلم في ان يُفضّل بين الناس في القسم فقال فضائلهم عند الله فاما هذا المعاش فالتسوية فيه خير (۳۱) ابو بکر سے کہا گیا کہ وہ ان کی تقسیم میں بعض لوگوں کو بعض پر ترجیح دیں تو آپ نے فرمایا۔ ان کے فضائل کا عتبار اللہ کے یہاں ہو گا جہاں تک اس معاشی زندگی کا سوال ہے اس میں برابر سلوک کرنا بہتر ہے۔

حضرت ابو بکرؓ نے اپنے سوا دو سال دور خلافت میں وسائل کی منصفانہ تقسیم اور امداد باہمی کی روشن مثالیں جو قائم کی تھیں انہیں بام عروج نے حضرت عمرؓ نے پہنچایا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں مردم شماری کے رجسٹر آبادی اور قبیلوں کے لحاظ سے حضرت عثمانؓ کے مشورے سے تیار کئے گئے امام طبری (م ۳۱۰ھ) نے حضرت عثمانؓ کا قول لکھا ہے:

ارىٰ مالا كثيرا يسع الناس وان لم يحصوا حتى تعرف من اخذ ممن لم يأخز خشيت ان ينتشرالامر (۳۲) یعنی میں دیکھ رہا ہوں کہ مال و اسباب اس قدر کثیر ہو گیا ہے کہ تمام لوگوں کی اس سے کفالت ہو سکتی ہے اگر لوگوں کی صحیح تعداد اور ان کی بنیادی ضروریات کو معلوم نہ کیا گیا تو مستحق و غیر مستحق کا فرق نہ ہو گا اور مجھے اندیشہ ہے کہ مال کی تقسیم میں بد نظمی پیدا ہو گی۔

امداد باہمی اور معروف معاصر لٹریچر

کتاب و سنت کی ان روشن تعلیمات کو ہر دور میں اہل علم نے اپنا موضوع تحقیق بنایا اس لئے قدیم جدید اور مروجہ اسلامی لٹریچر میں رفاہ عامہ امداد باہمی شرف انسانیت اور خدمت انسانیت کے موضوع پر بلند پایا کتب تحقیقی مضامین اور تحقیق مقالات رقم کیے چند مقالات درج ذیل ہیں:

موضوع سے متعلق سابقہ تحقیقی مقالات

اسلام میں تصور رفاہ عامہ، مقالہ نگار، محمد علی بٹ، پروفیسر فیاض الحسن، ایم فل، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد ۲۰۲۳۔ پاکستان میں خدمتِ خلق اور رفاہِ عامہ کے قوانین کا شرعی تنقیدی، تحقیقی جائزہ، مقالہ نگار، عبدالجبار، پروفیسر فیاض الحسن، ایم فل، یونیورسٹی آف فیصل آباد ۲۰۲۰۔ جدید اسلامی ریاست میں رفاہ عامہ عہدِ فاروقیؓ کی روشنی میں، مقالہ نگار، احمد جمال ناصر، پروفیسر علی اکبر الازہری، ایم فل، منہاج یونیورسٹی لاہور ۲۰۲۳۔ خلافتِ راشدہؓ میں رفاہ عامہ کے اقدامات، مقالہ نگار، محمد سعد چشتی، پروفیسر ظہور اللہ الازہری، ایم اے، منہاج یونیورسٹی لاہور ۲۰۱۸۔ رفاہِ عامہ کا تصور: اسلامی اور مغربی تعلیمات کا تقابلی مطالعہ، مقالہ نگار، زبیدہ پروین، پروفیسر شمس العارفین، پی ایچ۔ ڈی، یونیورسٹی آف لاہور ۲۰۱۷۔ رفاہِ عامہ کے متعلق سامی ادیان کی تعلیمات کا تقابلی جائزہ، مقالہ نگار، ابتسام الحسن، پروفیسر عبد الرشید قادری، ایم فل، یونیورسٹی آف لاہور ۲۰۱۷۔ سامی ادیان میں رفاہِ عامہ کا تصور: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ، مقالہ نگار، اسد جاوید، پروفیسر عبد الرشید قادری، ایم فل، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور ۲۰۲۰۔ سامی ادیان میں سماجی بہبود کے تصورات: تقابلی و تجزیاتی مطالعہ، مقالہ نگار، احمد فضیل، پروفیسر محمد نعیم انور، ایم فل، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور ۲۰۲۱۔ مذاہب عالم اور رفاہ عامہ، مقالہ نگار، شمشاد بی بی، پروفیسر غلام علی خان، ایم اے، یونیورسٹی آف پنجاب لاہور ۲۰۰۱ ۳۳۔

یہ مختصر فہرست رفاہ عامہ کے موضوع کی علمی افادیت عملی اہمیت طلباء کی دلچسپی اور سماجی خدمات کے اعتراف کو ظاہر کرتی ہے۔ اور یہ بات بالکل مبنی بر حقیقت ہے کہ جب ان مقالات پر ڈگری عطا کی گئی تو یقیناً وہ حصول ڈگری کی کم سے کم شرائط کے مطابق ہیں۔ مختلف اوقات میں لکھے گئے یہ مقالات سماج کی بدلتی ہوئی صورت حال میں امداد باہمی کے کاموں میں وسعت اور ان کو کمپوٹرائز اور ڈیجٹلائز کرنے کے امر کو ظاہر کرتے ہیں۔ آبادی اور سماجی مسائل میں اضافہ اور تیزی سے بدلتی ہوئی سماجی صورت حال اور اس کی رفتار کے مطابق امداد باہمی کی نئی مؤثر اور بہتر صورتوں کے پیدا ہونے سے اس موضوع پر نئے زاویہ نگاہ سے تحقیق اس حوالے سے نئے بیانیہ (Narrative) کے سامنے آنے سے ہر پہلو نئے انداز میں تحقیق طلب ہو جاتا ہے اور جامعات میں بدلتی ہوئی صورت حال کی بنا پر اس موضوع پر تحقیق کام کی ضرورت مسلسل رہتی ہے جس کی مختصر سی جھلک درج بالا مقالات کی فہرست میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

موضوع سے متعلق تحقیقی مضامین

علمی اور تحقیقی حلقوں میں امداد باہمی کا موضوع کبھی بھی غیر اہم بوسیدہ اور worn-out نہیں رہا۔ کیونکہ اس کا تعلق خدمت خلق علاج معالجہ کفالت عامہ امداد باہمی جیسی فطری اقدار پر ہے۔ اسلام ایک دائمی اور فطری دین ہے چنانچہ امداد باہمی سے متعلق اسلام کی آفاقی تعلیمات کو نئے لب ولہجہ میں تحقیقی اسالیب اور سماجی ضروریات کے مطابق اہل علم اور محققین اور مصنفین اس موضوع پر اپنے ذوق صلاحیت ذہنی رجحانات سماجی ضروریات اور سب سے بڑھ کر اسلامی تعلیمات کے مطابق معیاری کتب اور تحقیقی مضامین لکھتے رہتے ہیں۔ موضوع سے متعلق تحقیق اور تصنیف و تالیف کا یہ لامتناہی سلسلہ موضوع کی ہمہ وقت اور ہمہ گیر زندہ و جاوید کو بھی واضح کرتا ہے۔ اختصار کے پیش نظر اس موضوع متعلق پاکستانی جامعات کے مختلف شعبہ ہائے تعلیم سے جاری ہونے والے تحقیقی مجلات میں شائع شدہ چند تحقیقی مضامین کا ذکر کیا جاتا ہے واضح رہے کہ یہ مضامین ہائیر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد کے منظور شدہ مجلات میں شائع ہوتے ہیں۔ HEC سے رجسٹرڈ مختلف کیٹاگری کے مجلات میں ان مضامین کی اشاعت مضامین کے اعلیٰ علمی اور تحقیقی معیار کا ثبوت سمجھا جاتا ہے چند تحقیقی مضامین درج ذیل ہیں:

۱. تکافل: اسلامی انشورنس کا تعارف اور شرعی نظائر کا تحقیقی مطالعہ The Introduction of Takaful (Islamic Insurance) and Analytical Study of Religious Precedence از قلم ڈاکٹر عبدالقدوس، اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز اینڈ ریسرچ، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں، محمد شعیب، ایم فل سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز اینڈ ریسرچ، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں۔ یہ آرٹیکل مجلہ بر جس جلد ۱ شمارہ ۲ جولائی ۱۰ دسمبر ۲۰۱۴ میں شائع ہوا مکمل آرٹیکل ۱۲ صفحات اور ۳۳ حوالہ جات پر مشتمل ہے۔ آرٹیکل کی تمہید بڑی مختصر اور جامع ہے۔ لیکن اس تحقیقی مضمون کے کلیدی الفاظ درج نہیں کیے گئے۔ تمہید کے بعد تکافل کی تعریف عربی مصادر کی روشنی میں بیان کی گئی ہے اور قرآن وحدیث سے تکافل کا معنی و مفہوم اس کے احکامات و فضائل اور طریقہ کار کو بیان کیا گیا ہے۔ پھر تکافل کو بطور اسلامی انشورنش کے متعلق انگریزی زبان میں تعریف و تعارف پیش کیا گیا ہے۔ تکافل کے اجزائے ترکیبی اس کے عناصر یعنی شرکت وغیرہ کو مختصر بیان کیا۔ سنت میں تکافل کا تصور مضمون کا اصل امور ہے اس حوالے سے مواخات مدینہ کو بھی مدلل انداز میں

بیان کیا گیا ہے۔ اس طرح رفاہ عامہ خدمت خلق اور سماجی فلاح و بہبود کے ساتھ تکافل کے عمل کو مربوط رکھتے ہوئے اختصار و جامعیت کے ساتھ مضمون کا اختتام ہوتا ہے اور آخر میں نتائج بحث درج ہیں۔ پورے مضمون سے محققین کی علمی اور تحقیقی قابلیت ظاہر ہوتی ہے اور موضوع سے متعلق قدیم و جدید ماخذات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ یہ مضمون بعض علمی اور تحقیقی سقم کے باوجود بڑی حد تک موضوع کا احاطہ کرتا ہے۔

۲. عصرِ حاضر میں رفاہ عامہ کی ضرورت و اہمیت اور معاشرتی اثرات تعلیماتِ نبوی ﷺ Importance and Scope of Social Welfare in the light of Quran and Sunnah and its impact on the Society از قلم ڈاکٹر قاضی عبدالمنان، اسسٹنٹ پروفیسر، اسلامیات، اباسین یونیورسٹی پشاور، پروفیسر محمد وحید عبداللہ، ایسوسی ایٹ پروفیسر، ہائیر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، خیبر پختونخواں، ضیاء الرحمن، لیکچرار، شعبہ ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، شہید بے نظیر بھٹو یونیورسٹی، شیرینگل، دیر (اپر)۔ یہ تحقیقی مضمون مجلہ تہذیب الافکار جلد ۸، شمارہ ۲، جولائی تا دسمبر ۲۰۲۱ میں شائع ہوا۔ مضمون صفحہ ۱۰۷ سے ۱۲۰ یعنی ۱۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ مضمون ۳ محققین اور مصنفین کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ حسب معمول اعلیٰ علمی روایت کے مطابق سب سے پہلے انگریزی زبان میں پورے مضمون کا Abstract خلاصہ بیان کیا گیا ہے لیکن حاشیہ میں مضمون کے متعلق کلیدی الفاظ Keyword موجود نہیں۔ یہ ایک تحقیقی خلا ہے۔ مضمون کے شروع میں تحقیق کے اہداف اور سابقہ کام کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ اس مضمون کا مثبت پہلو ہے۔ اس کے بعد رفاہ عامہ کا معنی اور مفہوم لفظی اور اصطلاحی انداز سے بیان کیا گیا اور ایک قرآنی آیت اور ایک حدیث پاک سے استشہاد کیا گیا ہے۔ مضمون کے مرکز میں رفاہ عامہ کی ضرورت و اہمیت از روئے قرآن اور از روئے حدیث پر بحث کی گئی ہے یہ بحث مختصر مگر جامع ہے اسی طرح رفاہ عامہ کے حوالے سے انسانی خیر خواہی کے آسان اور چھوٹے چھوٹے اعمال کا تذکرہ ہے بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری، حاجت مندوں کا نکاح کرانا، پانی کا بدوبست کرنا، شجر کاری کو یقینی بنانا ان نکات پر رفاہ عامہ کے حوالے عقل و نقل کے دلائل کے ساتھ بڑی مثبت اور مدلل گفتگو کی گئی ہے۔ مضمون کے بالکل آخر میں رفاہ عامہ کے نتائج و اثرات مرتب کیے گئے ہیں قرب الٰہی کا حصول انسان کو اس کی طبقاتی کشمکش کی حوصلہ شکنی اور مفلوک الحال طبقات کی فلاح و بہبود جیسے مثبت اثرات اور رفاہ عامہ کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے معاشرتی استحکام کو بیان کرکے مضمون مکمل کیا گیا ہے۔ ۴۸ حواشی و مصادر مقالے کے آخر میں درج ہیں پورا مضمون شروع تا آخر موضوع سے مربوط علمی دلائل سے بھرپور تحقیقی اسلوب پر مبنی ہے لیکن خال خال اختصار ایسا ہے کہ جس سے بحث کچھ نامکمل اور جملے کچھ قلیل رہ جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے تحقیقی مضامین عوام الناس نہیں بلکہ خواص اہل علم ہی پڑھتے ہیں ان کے لئے مضمون میں موجود علمی خلا کچھ زیادہ خلا نہیں تاہم حوالہ درج کرنے کا طریقہ کار میں مسلمہ اصول تحقیق کو پورے طور پر نہ نظر انداز کی گیا اور نہ ہی اس پر عمل کیا گیا۔ عبارت اور حوالہ جات میں رموز و اوقاف پر بھی اگر نظر ثانی کی جاتی تو بہتر ہوتا تاہم مجموعی طور پر یہ مضمون موضوع سے انصاف کرتا ہے۔

۳. اسلام کا نظام تکافل اور متاثرہ افراد کا معاشی تحفظ (تاریخی تناظر میں اطلاقی مطالعہ) Islamic system of insurance and the security of the victims in it. از قلم عرفان جعفر، لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ،

دی یونیورسٹی آف لاہور۔ محمد سعد دہلوی، پی ایچ، ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور۔ یہ مضمون بھی دو مصنفین کی قلم کاری کا نتیجہ ہے عام تحقیقی مضامین کی طرح اس کا ابسٹریکٹ انگریزی میں بیان کیا تاہم یہ امر محل نظر ہے کہ مضمون اردو میں لیکن کلیدی الفاظ انگریزی میں درج کیے گئے ہیں۔ مضمون کے شروع میں قدر غیر اہم اور طویل تمہید ہے جو محض ایک علمی تکلف ہے تاہم اگلے صفحے پر مضمون کا تعلق موضوع سے مربوط ہو جاتا ہے اس میں امہات الکتب اور کلام عرب کی روشنی میں تکافل کا مفہوم بڑے ادبی اور علمی انداز میں درج کیا گیا ہے۔ قرآنی آیات عربی اشاعت اور ارشادات رسول کے حوالے محققین کے وسعت مطالعہ کا ثبوت ہے تاہم جس قدر حوالہ نویسی اور موضوع کے تعارف پر زور دیا گیا ہے اگر اسی قدر موضوع کے متعلق درج مواد کا تجزیاتی مطالعہ اور معاصر اطلاقی جائزہ پیش کیا جاتا تو گویا یہ مضمون فکر و عمل کے میدان میں زیادہ مفید ہو جاتا۔ آیات اور حدیث کے حوالے درج ہیں لیکن بعض مقامات پر پیرا گراف سے پیرا گراف جوڑ دیا گیا اخذ نتائج اور محکم استدلال پر زور نہیں دیا گیا۔ مضمون کے آخر میں نتائج و سفارشات بھی موجود نہیں البتہ قدرتی آفات کی وجہ سے ہونے والے نقصانات کو پورا کرنے کے لئے مختلف تدابیر اور تجاویز درج کی گئی ہیں جو کہ ایک بہت مناسب چیز ہے۔ تحقیقی معیار متوسط ہے علمی معیار تحقیقی معیار سے مربوط ہے البتہ مجلہ کی ضخامت کے پیش نظر مضمون میں کافی اختصار ہے گویا بعض علمی خلا موجود ہے۔ بحثیت مجموعی مضمون تحقیقی معیار سے قریب ہے۔

۴. فلاح و خدمت انسانیت اور سیرت نبویؐ، یہ مضمون اسلامی یونیورسٹی بہاولپور شعبہ علوم اسلامیہ کے سابق چیئر مین ڈائریکٹر سیرت چیئر پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر مرحوم (م ۲۰۲۰ء) کا قابل قدر اور معیاری تحقیقی مضمون ہے۔ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان شعبہ علوم اسلامیہ کے اسلامی ریسرچ سنٹر کے زیر اہتمام شائع ہونے والا تحقیقی مجلہ جو ۲۰۰۸ میں شروع ہوا تھا اور اس وقت یہ مجلہ HEC کی ایکس کیٹا گری حاصل کر چکا ہے اس میں شمارہ نمبر ۲، جلد نمبر ۲، جون تا دسمبر ۲۰۰۸ صفحہ نمبر ۲۷ تا ۵۳ یعنی ۲۶ صفحات اور ۹۰ تحقیقی حوالہ جات پر مشتمل ہے گویا یہ مضمون نہیں بلکہ ایک کتابچہ ہے پورا مضمون کتاب و سنت اور امہات الکتب کی متعلقہ عربی عبارات ان کے تراجم اور ان کی علمی تشریحات پر مبنی ہے۔ مضمون کے شروع میں مختصر مگر جامع انگریزی ابسٹریکٹ موجود ہے کلیدی الفاظ مفقود ہیں حوالہ درج کرنے کا طریقہ کہیں مکمل اور کہیں نہ مکمل ہے بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں تحقیقی مضمون کے متعلق HEC کا معیار اور اس کے اصول و ضوابط نرم اور مختصر ہوتے تھے۔ فاضل مصنف نے فلاح و بہبود کا مفہوم بھلائی کے کاموں کی فہرست والدین کی خدمت عام مسلمانوں کا تحفظ مساکین اور فقراء کی پرورش مظلوم یتیم مقروض کی نصرت کو نہایت مستحکم مدلل اسلوب کے تحت بیان کیا فلاح عامہ کے لئے ہسپتالوں کی تعمیر مسافر خانوں کا قیام پانی کے انتظامات مساجد کی تعمیر و ترقی سفری ذرائع کی بہتری شجر کاری اکرام مسلم ریاستی تعاون کو بڑے بھرپور انداز سے بیان کیا ہے مضمون کی خاص بات یہ ہے کہ رفاہ عامہ کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے والوں کے احتساب کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے مضمون کے آخر میں ۹ نہایت قابل توجہ اور قابل عمل تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ مضمون کا مجموعی تاثر یہ ہے کہ مصنف کا علمی ذوق تحقیقی مزاج موضوع سے انصاف کی بہترین کاوش سامنے آتی ہے۔ کتابت کی اغلاط سے پاک ہے

تاہم پورا مضمون عوام الناس اور نجی طور پر فلاح عامہ کے کاموں پر مبنی ہے جس میں ریاستی کاوش اور سماجی بہبود بذریعہ اقامت دین کو بیان نہیں کیا گیا۔

۵. سماجی بہبود و ترقی کے بنیادی تصورات اور عملی اقدامات: مذہبی تعلیمات کے تناظر میں از قلم ڈاکٹر حسین فاروق صاحب اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور کے اسسٹنٹ پروفیسر ہیں اور اس موضوع پر ان کا یہ مضمون ششماہی تحقیقی مجلہ ھزارہ اسلامیکس جلد ۳، شمارہ نمبر ۱، جنوری تا جون ۲۰۱۴ میں شائع ہوا۔ یہ مضمون مجلہ کے صفحہ نمبر ۱۰۱ تا ۱۰۸ یعنی کل ۸ صفحات اور ۱۸ حوالہ جات پر مشتمل ہے کلیدی الفاظ موجود نہیں مضمون کے آغاز میں قدر طویل انگریزی ابسٹریکٹ موجود ہے مضمون کا آغاز علمی تمہید اور عقلی نکات سے کیا گیا مرحوم کا اسلوب تقابلی اور تاریخی ہے۔ سماجی بہبود کے متعلق ہندو مت مجوسیت بدھ مت کنفیوشش ازم یہودیت اور نصرانیت کے تصورات بیان کیے گئے ہیں موضوع سے متعلق آخری ڈیڑھ صفحہ ہے گویا تمہید غیر ضروری نہیں البتہ طویل ہے اور موضوع میں تقابلی اسلوب کا ذکر بھی نہیں کیا گیا۔ اسلام سماجی بہبود کے تصورات اور عملی اقدامات پر قلم کاری کے بعد مضمون ختم ہو جاتا ہے خلاصہ بحث تشنہ ہے۔ پورے مضمون میں عربی متون کا فقدان ہے تراجم اور مفاہیم پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ آخری درجے میں موضوع سے کچھ کچھ انصاف ہوتا ہوا نظر آتا ہے یہ اس مضمون کا قدر کمزور پہلو ہے موضوع سے مواد کا تعلق بھی زیادہ مضبوط نہیں۔

موضوع سے متعلق مطبوعہ کتب

اس زندہ و جاوید علوم عمرانیہ میں ہمیشہ اہم ترین رہنے والے موضوع سے متعلق بہت سے مصنفین نے مختصر متوسط اور مفصل نوعیت کی بہت سی کتابیں لکھی۔ کتب اور مصنفین الگ الگ ہیں لیکن قلم کا نصب العین صرف یہی ہے کہ عصر حاضر میں اسلامی تصور سماجی بہبود اور امداد باہمی کو جدید لب و لہجے میں کتاب و سنت اور زمینی حقائق کی روشنی میں عقل و نقل کے اسلوب کے ساتھ بیان کیا جائے تاکہ موضوع زندہ رہے اور علمی کمک علمی حلقوں تک پہنچتی رہے۔ ہر مصنف نے کتاب لکھ کر اپنی ذمہ داری مکمل کرتے ہوئے مستقبل کے مصنف کو کام کی رغبت دلائی تاکہ تبدیلی حالات اور وسعت تمدن کی بنا پر موضوع سے متعلق ہونے والے ارتقائی مراحل کی بنا پر جدید سے جدید پیرائے میں موضوع پر تحقیق کو ممکن بنائیں کتب نویسی کا کام جاری رکھیں۔ اس مختصر سے مضمون میں تمام کتب کا احاطہ نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی مطلوب۔ تاہم معروف کتب کے نام درج ذیل ہیں:

۱. **اسلام میں خدمت خلق کا تصور** (اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی، دسمبر ۲۰۰۵، کل صفحات ۱۷۸۔)

یہ کتاب مولانا سید جلال الدین عمری کے رشحات قلم کا شاہکار ہے۔ مولانا ۱۹۳۵ میں جنوبی ہندوستان کے ایک گاؤں پٹہ گرام میں پیدا ہوئے اور ایک طویل عرصہ تک جماعت اسلامی ہندوستان کے امیر بھی رہے۔ ۲۶ اگست ۲۰۲۲ دہلی میں وفات پائی۔ آپ کی کتاب خدمت خلق کے موضوع پر ایک جامع تصنیف ہے جس میں موضوع کا بڑی حد تک حق ادا کیا گیا ہے۔ کتاب کے آغاز میں موضوع کا تعارف سماجی بہبود بذریعہ خدمت خلق پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے خدمت اور بندگی کا تعلق بیان کیا اور سماجی ترقی کے حوالے سے اس کی اہمیت بیان کی۔ موضوع پر قرآن و حدیث اور سیرت کے واقعات کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔ خدمت کا تعلق عبادت سے مربوط کیا گیا ہے۔ بالخصوص سماج کے محروم طبقات کی

خدمت اور فلاح و بہبود کے عصری تقاضے اور طریقے بیان کیے گئے ہیں۔ تاہم بعض مقامات پر کچھ مباحث میں تشنگی پائی جاتی ہے اور مستند حوالہ جات کی بھی خال خال کمی قاری کو محسوس ہوتی ہے تاہم مجموعی طور پر کتاب کا علمی پایا مستند اور مربوط ہے۔ مصنف نے طویل عمر پائی اور طویل علمی خدمات سرانجام دی یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

۲۔ **اسلام اور رفاہی کام:** (مشربہ علم وحکمت، ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور، س ن، کل صفحات ۶۸۔)

یہ کتاب ام عبد منیب کی کاوش کا ثمرا ہے بی بی صاحبہ کا نام خدیجہ بیگم تھا۔ ۲۰۱۲ لاہور میں فوت ہوئیں۔ کتاب کا اسلوب سادہ سلیس اور رواں ہے اور کافی حد تک علمی اور تحقیقی تقاضوں کے مطابق ہے۔ عصر حاضر میں مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے نزدیک رفاہ عامہ اور سماجی فلاح و بہبود کے کاموں کی اہمیت وسعت اور نئے نئے طریقوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ مختصر سا کتابچہ خاندانی سطح پر باہمی معاونت اور خدمت کے موضوع کو بھی واضح کرتا ہے کیونکہ سماجی بہبود کی بنیاد خاندان بہبود پر ہی ہے۔ کتاب میں سابقہ معاشرت میں رفاہی کاموں کا تصور اور اسلام میں زکوۃ قربانی فطرانہ کے ذریعے سماجی بہبود کے عوامل کو بیان کیا گیا ہے۔ بالخصوص خواتین کی سماجی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تحقیقی اسلوب کی بجائے علمی اسلوب حوالوں کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ تاہم کتاب کا علمی پایا بلند ہے موضوع سے مربوط ہے خال خال کتابت کی اغلاط موجود ہیں۔

۳۔ **اسلام اور اجتماعیت** (اسلامک پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، مارچ ۲۰۱۱، کل صفحات ۱۴۸)

مولانا صدر الدین اصلاحی یوپی بھارت ضلع اعظم گڑھ ۱۹۱۶ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۹۸ دہلی میں وفات پائی۔ جماعت اسلامی کے صف اول کے راہنما تھے۔ سماجی بہبود کے حوالے سے ان کی کتاب اسلام اور اجتماعیت کے نام ۱۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ مصنف عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ عملی انسان بھی تھے۔ کتاب میں ان کا موضوع سے متعلق علم و فکر درج ہے اور اس علم و فکر کو ان کی عملی زندگی میں بھی واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ گویا یہ کتاب محض فکری اور نظری ہی نہیں بلکہ عملی اور اطلاقی نوعیت کی ہے۔ کتاب کی ابتداء سماجی اور اجتماعیت سے متعلق فطری مباحث سے ہوتی ہے۔ اسلامی عبادات کو سماجی بہبود کے ساتھ عقل و نقل کی روشنی میں مربوط کیا گیا ہے۔ نظام خلافت میں سماجی بہبود کے دائرہ کار کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ تاہم کتاب کے بعض مقامات تفصیل طلب تھے وہاں اختصار نظر آتا ہے۔ مجموعی طور پر کتاب موضوع سے متعلق پیش رفت کرتی ہوئی نظر آتی ہے اور اپنی زندگی میں مصنف خدمت خلق سے وابستہ نظر آتا ہے اور یہ خدمت خلق ہی سماجی فلاح و بہبود اور رفاہ عامہ کا ایک مستقل عمل ہے اس کی بڑی جھلک اور عملی تصور کتاب میں موجود ہے۔

۴۔ **اسلام کا معاشرتی نظام** (الفیصل ناشران و تاجران کتب، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، س ن، کل صفحات ۲۲۷)

یہ کتاب پروفیسر ڈاکٹر محمد خالد علوی پاکستان کے معروف معلم محقق مصنف سیرت نگار نے لکھی۔ اس میں ایک باب اور خال خال فصول خدمت خلق سے متعلق ہیں کتاب کا بنیادی موضوع اگرچہ اسلام کا معاشرتی نظام ہے لیکن اسلامی معاشرتی نظام اور تعلیمات کو سماجی فلاح و بہبود رفاہ عامہ اور خدمت خلق کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔ نہ صرف دنیا میں سماجی فلاح اور بلکہ آخرت کی حقیقی فلاح کے ساتھ بھی اس موضوع کو پورے علمی دلائل اور منطقی اسلوب کے مطابق بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کا تحقیقی معیار بہت بلند اور حوالہ جات نہایت مستند ہیں۔ موضوع سے متعلق اسلامی تصورات کو مغربی تصورات کی کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے وسیع کیا گیا ہے۔ اسلامی معاشرتی نظام اور فلاح و بہبود کے حوالے سے ہر سطح کا مصنف اور

محقق اس سے مستفید ہوتا ہے تاہم بعض مباحث میں طوالت اور وسعت کی کثرت مطالعہ کے دوران متوسط قاری میں کچھ اجنبیت سی پیدا کر دیتی ہے۔ مصنف ۱۹۳۴ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۰۸ میں وفات پائی۔

۵. **اسلام میں غریبی کا علاج** (مکتبہ اسلامیہ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، مئی ۲۰۱۱، کل صفحات ۲۴۴)

علامہ یوسف القرضاوی ۹ ستمبر ۱۹۲۶ مصر میں پیدا ہوئے اور ستمبر ۲۰۲۲ قطر میں فوت ہوئے وہ موجودہ دور کے سب سے بڑے مسلم مفکر مصنف محقق معلم اور بلند پایا انسان تھے۔ جملہ علوم اسلامیہ پر گہری نظر رکھتے تھے۔ اجتہادی بصیرت میں بھی باکمال تھے۔ موضوع سے متعلق ان کی کتاب اسلام میں غریبی کا علاج مصنف کے شخصی اوصاف اور تحقیقی مقام کی جھلک پیش کرتی ہے۔ سماجی بہبود رفاہ عامہ خدمت خلق کا سارا امید ان غریبی کو ختم کیے بغیر سر نہیں کیا جا سکتا۔ کتاب کا اردو ترجمہ نصیر احمد ملی اور اس کی تخریج محمد سرور عاصم نے کی اور عربی زبان کو اردو کے قالب میں ڈھالنے کا گویا حق ادا کر دیا۔ کتاب میں دیگر مذاہب اور سرمایہ داری اور اشتراکیت کے ساتھ اسلامی تعلیمات کا موازنہ بڑی مہارت سے پیش کیا گیا ہے۔ اور اسلام غربت اور افلاس کے خاتمے اور خوش حالی کے فروغ کے لئے جو خدمات تعلیمات پیش کرتا ہے اسے جدید لب و لہجہ میں بیان کیا۔ مفت خوری اور بھیک مانگنے کی بجائے جرأت ہمت صلاحیت سے کام کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور غربت کے خاتمے کو سب سے بڑی سماجی خدمت اور رفاہی عمل قرار دیا گیا ہے۔ امداد باہمی کا اصل مقصد غربت کا خاتمہ ہے اور عصر حاضر میں اس کا طریقہ کار کتاب میں بیان کر دیا گیا ہے۔

۶. **علامہ یوسف القرضاوی، اسلام اور معاشی تحفظ** (البدر پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور، فروری ۱۹۷۸، کل صفحات ۱۷۴)

موضوع سے متعلق فاضل مؤلف کی دوسری کتاب اسلام اور معاشی تحفظ کے عنوان سے لکھی گئی یہ کتاب بھی اختصار و جامعیت کا مرکہ ہے دنیا کا کوئی معاشرہ معاشی تحفظ کے بغیر سماجی بہبود امداد باہمی فلاح معاشرت کی منزل کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کتاب میں مصنف نے موجودہ دور میں اشتراکیت سرمایہ داری اور مخلوط معاشی نظام کی روشنی میں اسلامی معاشی تحفظ کے فطری اور عملی تصور کو مستحکم دلائل اور اعلیٰ اسلوب کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ مصنف کا بلند فکر رواں قلم ایمانی بصیرت اور عصری علوم و فنون پر مہارت کا بھرپور نقشہ کتاب میں نظر آتا ہے۔ چنانچہ امداد باہمی کے مروجہ طریقوں کو اسلامی تصورات کی روشنی میں بھرپور انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کا علمی اور تحقیقی معیار اتنا بلند ہے کہ اس میں کتاب کے خفیف نکات دب کر رہ گئے ہیں۔

۷. **اسلام اور شجر کاری** (ورلڈ ویو پبلیشر، لاہور، س ن، کل صفحات ۲۲۹)

مصنف محمد طفیل احمد مصباحی انڈیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی کتاب کا نام اسلام اور شجر کاری ہے۔ تحفظ حیات اور تسلسل حیات شجر کاری کے بغیر محال ہے۔ شجر کاری بھی سماجی فلاح و بہبود اور امداد باہمی کا قدیم فطری اور سائنسی ذریعہ ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی مدد سے شجر کاری کو فروغ حاصل ہوا۔ مصنف نے اس کتاب میں شجر کاری کی نئی صورتیں اس کی وسعت اس کی اسلامی حکمت انسانی ضرورت جیسے موضوعات پر عقل و نقل کی روشنی میں اعلیٰ علمی بحث کی ہے۔ قرآن و حدیث میں درختوں کا ذکر، غیر آباد زمینوں کو شجر کاری سے آباد کرنے کی فضیلت بعض درختوں کے فوائد شجر کاری بطور صدقہ جاریہ زراعت کے مباحث درختوں کے طبی سائنسی سماجی اثرات ماحولیاتی آلودگی سے نجات بذریعہ شجر کاری جیسے موضوعات کو اعلیٰ علمی اسلوب اور حوالوں کے ساتھ بیان کیا اور شجر کاری کو انسانی خدمت و فلاح سے مربوط کیا۔

۸. **آداب زندگی** (توحید پبلیکیشنز، بنگلور انڈیا، ۲۰۱۲، کل صفحات ۶۵)

شیخ ابو عدنان محمد منیر قمر کی یہ کتاب اگرچہ براہ راست موضوع سے متعلق نہیں البتہ اس کتاب میں جن اسلامی آداب اور اعمال کو بیان کیا گیا ہے اس کا امداد باہمی سماجی فلاح و بہبود اور رفاہ عامہ سے گہرا تعلق ہے۔ مثلاً بیمار کی عیادت، فوت شدہ کی تہذیب و دفین، معاملات میں آداب کا لحاظ، خرید و فروخت کے طریقے، راستے کے آداب و لحاظ، پڑوسی کے حقوق، مسافروں کی خدمت جیسے موضوعات صرف اسلامی ہی نہیں انسانی موضوعات ہیں۔ ان جیسے بہت سے اعلیٰ انسانی اعمال اور شائستہ کاری کو عقل و نقل کی روشنی میں درج کیا اور کتاب میں مذکور تمام عنوانات اخلاقیات سماجی فلاح و بہبود انسانی شرف و خدمت اور امداد باہمی کے اعلیٰ تصورات کی طرف انسان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ مصنف کا تعلق اگرچہ پاکستان سے ہے لیکن وہ ایک طویل عرصہ سے سعودی عرب اور خلیجی ممالک میں دعوت دین کے سلسلے میں مشغول ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق آداب حیات ہی دراصل مقصد حیات ہے اس لئے دینی تعلیمات میں زندگی میں اعلیٰ آداب اخلاق کو زور دے کر بیان کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: مجھے اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے اور قرآن حکیم کے مطابق آپ ﷺ کے اخلاق سب سے اعلیٰ تھے۔

۹. **اسلام کا نظام بیت المال** (مکتبہ خاور، مسلم مسجد چوک مینار، لاہور، دسمبر ۱۹۷۲، کل صفحات ۲۰۶)

مولانا محمد بخش مسلم نے ۱۰۰ عمر پائی ۱۸۸۷ میں پیدا ہوئے ۱۹۸۷ میں وفات پائی۔ انار کلی کی مشہور مسجد مسلم مسجد کے بلند پایا بانی خطیب اور محتمل تھے۔ موضوع سے متعلق مصنف کی کتاب اسلام کا نظام بیت المال ضخامت کے لحاظ سے متوسط لیکن علمی لحاظ سے بلند درجے کی کتاب ہے۔ کتاب کا اگرچہ تحقیقی اسلوب کمزور ہے لیکن علمی اسلوب بہتر ہے اور بیت المال کے تاریخی کردار سے عصر حاضر میں اس سے اخذ و استفادہ کے جدید طریقے بیان کیے گئے ہیں کیونکہ اسلام میں نجی اور ریاستی سطح پر امداد باہمی کو بہت اہمیت حاصل ہے چنانچہ ریاستی سطح پر امداد باہمی کا دارومدار اسلام کے بیت المال کے نظام پر منحصر ہے۔ اس حوالے سے کتاب اس مضمون کے موضوع سے مربوط اور مذہبی اور ایمانی جذبے سے لکھی گئی یہ کتاب علمی حلقوں میں معروف و متداول ہے۔ بیت المال کا قیام اس کا تاریخی پس منظر اس کے ذرائع آمدن اور مصارف کو بیان کیا گیا ہے۔ اہل ثروت کی عیاشی اور اسراف و تبذیر پر نقد کیا گیا ہے اور غربت و افلاس کے خاتمے کے لئے بیت المال کے کردار کو بہت واضح کیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ غربت و افلاس کا خاتمہ امداد باہمی کے بغیر ممکن نہیں کتاب کا یہ اسلوب امداد باہمی کے ساتھ ایک مربوط اور مضبوط حلقہ اتصال قائم کرتا ہے۔

۱۰. **اسلام کی اخلاقی تعلیمات** (اسلامک پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، ۱۳ ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور پاکستان، مئی ۱۹۹۴، کل صفحات ۳۳۲)

مصنف عرفان حسن صدیقی کی یہ کتاب ضمنی طور پر ہمارے موضوع سے مربوط ہے خصوصاً کتاب کا باب دوم اخلاقی تعلیمات کے اصول و ضوابط اور چند اصولی باتیں کے ذیلی عنوانات ا۔ اصولی، اعتقادی اور عباداتی ضوابط اخلاق، ۲۔ معاشرتی اصول و ضوابط اخلاق، ۳۔ معاملاتی اور معاشی ضوابط اخلاق، ۴۔ ذاتی اور انفرادی ضوابط اخلاق کے مذکورہ موضوعات موضوع سے ہم آہنگ ہیں۔ اسی طرح باب پنجم میں فضائل اخلاق اور رزائل اخلاق کے مباحث میں دیگر عنوانات کے

ساتھ سماجی امداد باہمی اور معاشرتی فلاح و بہبود اور رفاہ عامہ کے کاموں کی فضیلت بخل خود غرضی زر پرستی کی مذمت بیان کی گئی ہے کیونکہ یہ تینوں اخلاق رزیلہ خدمت خلق امداد باہمی اور فلاح و بہبود کے منافی ہیں۔

خلاصہ بحث

موضوع از حد وسعت اور اہمیت کا حامل ہے لیکن اختصار اور جامعیت کے پیش نظر پاکستان کی مختلف جامعات میں ایم اے ایم فل کی سطح پر لکھے گئے موضوع سے متعلق درج بالا ۹ تحقیقی مقالات، ۵ تحقیقی مضامین اور ۱۰ کتب پر اکتفا کیا گیا ہے۔ مقالات مضامین اور کتب کے مصنفین مقام اشاعت سن اشاعت اور اس میں درج مشمولات کی طائرانہ جھلک پیش کی گئی ان کے موضوعات کا تعارف مصنفین کے مختصر احوال کو بیان کیا درج بالا مضامین اور کتب میں موضوع کے متعلق ان کے تحقیقی اور تصنیفی اسالیب پر بحث کی گئی ان کا علمی اور تحقیقی معیار مختصر بیان کی گیا اور تقابلی فکری اطلاقی تحریری طرز عمل اور نقشے کو موضوع کی مناسبت اور ضخامت کا لحاظ رکھتے ہوئے اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ہر مقالے مضمون اور کتاب سے متعلق تعارفی بحث تشنہ نہ رہ جائے۔ تاہم ہر پیراگراف اور ہر صفحہ پر اختصار کو ترجیح دی تاکہ طوالت اس مضمون سے اکتاہٹ پیدا نہ کرے اور ضروری تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا تاکہ موضوع پر بنیادی معلومات سامنے آجائے اور موضوع سے متعلق قاری کی دلچسپی بھی متاثر نہ ہونے پائے اس حوالے سے تحقیق کے تقاضے اور اسلوب کو اختیار کرنے اور ان کو پورا کرنے کی اس طرح کوشش کی گئی ہے کہ موضوع سے متعلق مستقبل کے مصنف اور محقق کو مناسب اور مربوط علمی سنگ ہائے میل میسر آسکے۔

سفارشات

۱. موضوع اسلامی اور انسانی نکتہ نظر سے اہم ترین ہے۔ پہلی سفارش یہ پیش کی جاتی ہے کہ حالات و زمانہ کی تبدیلی کے ساتھ موضوع کو مربوط کرتے ہوئے اس پر تحقیق جاری رہنی چاہیے۔

۲. موضوع پر علمی تحقیق کے ساتھ ساتھ فنی تحقیق کی بھی ضرورت ہے اور وہ اس طرح ممکن ہے کہ موضوع سے متعلق عربی اردو انگریزی میں ہونے والے کام کی مربوط اور جدید تحقیقی اسلوب کے مطابق فہرستیں تیار کی جائیں۔

۳. موضوع پر ہونے والے کام کو سرکاری عوامی اور مذہبی حلقوں میں عام کیا جائے تاکہ سرکار اس کام کی روشنی میں امداد باہمی کے حوالے سے بہتر اور مؤثر پالیسی مرتب کرے عوام میں موضوع کے متعلق شعور اجاگر ہو اور مذہبی حلقے امداد باہمی خدمت خلق اور رفاہ عامہ کے موضوعات کو عیدین اور مذہبی اجتماعات کے خطبات کا موضوع بنائیں۔

۴. بچوں کے لئے جو ادب الاطفال تشکیل دیا جاتا ہے اس میں بھی امداد باہمی کے متعلق چھوٹے چھوٹے عنوانات کہانیوں کی شکل میں شامل ہونے چاہیں تاکہ چھوٹی عمر میں ہی بچوں کے ذہن میں امداد باہمی سے متعلق نمو سازی ممکن ہوسکے۔ کیونکہ کہا جاتا ہے النقش فی الصغر کنقش فی الحجر، کہ بچپن میں سکھائی گئی بات پتھر پر لکیر ہوتی ہے۔

سوشل میڈیا کے اس دور میں موضوع سے متعلق مذاکرے تقاریر مضمون نویسی کے مقابلے اور اہل علم کے خیالات کو گھر گھر پہنچانے کی ضرورت ہے اور خصوصاً عوامی مقامات پارک ہوائی اڈے اسٹیشن سیر گاہیں اور دیگر اجتماعی مقامات پر پینا فلیکس وغیرہ کے ذریعے موضوع کی تشہیر کی جائے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) ابوحامد محمد بن محمد الغزالی (م ۵۰۵ھ)، احیاء علوم الدین، ترجمہ مولانا ندیم الواجدی، کراچی: دارالاشاعت، ۲۰۱۰، جلد سوم، ص ۱۴۵

(۲) ابن خلدون، ابوزید ولی الدین عبد الرحمن بن محمد (م ۸۰۸ھ)، مقدمہ ابن خلدون، لاہور: نفیس اکیڈمی، ۲۰۰۵، ص ۹۱

(۳) شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ)، حجۃ اللہ البالغہ، ترجمہ مولانا عبد الحق حقانی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور ۲۰۰۵، جلد اول، ص ۱۶۲

(۴) مودودی، سید ابوالاعلیٰ (م ۱۳۹۸ھ)، اسلام کا معاشی نظام، اسلامی پبلکیشنز لاہور، ۲۰۱۲، ص ۱۲۰

(۵) محمد طاہر القادری (م ۱۹۵۱م)، اسلام کا نظامِ تکافل، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۰۶، ص ۵۶

(۶) القرآن ۴۳:۳۲

(۷) اصلاحی، امین احسن (م ۱۹۹۷ء)، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور، پاکستان ۲۰۰۹ء، ج ۷، ص ۲۲۶

(۸) علامہ محمود احمد آلوسی (م ۱۲۷۰ھ)، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۵، ج ۱۳، ص ۸۳

(۹) القرآن ۴:۳۶

(۱۰) القرآن ۵:۲

(۱۱) القرآن 76:8-9

(۱۲) القرآن ۲:۲۶۴

(۱۳) القرآن ۵۷:۱۱

(۱۴) القرآن ۲:۲۴۵

(۱۵) صحیح بخاری: ۲۴۴۶

(۱۶) سنن ترمذی: ۱۹۳۰

(۱۷) الجامع الصغیر، حدیث: ۴۱۰۲

(۱۸) صحیح مسلم: ۱۵۵۲

(۱۹) صحیح بخاری: ۱۲

(۲۰) صحیح بخاری: ۲۹۸۹

(۲۱) صحیح مسلم: ۲۶۹۹

(۲۲) صحیح مسلم: ۲۶۹۹

(۲۳) صحیح بخاری: ۲۴۴۲

(۲۴) صحیح بخاری: ۵۳۵۳

(۲۵) ترمذی: ۱۳۷۶

(۲۶) امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم، حدیث ۶۰۱۱

(۲۷) المسہودی، نور الدین علی بن احمد. وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفیٰ. تحقیق: فضیلۃ الشیخ دکتور عبد اللہ بن عبد المحسن الطریفی۔ مدینہ منورہ: مطبوعات المجمع الفقھي الإسلامی، ۱۴۲۶ھ۔

(۲۸) ابن حبیب، عبد الملک بن حبیب الأندلسی۔ المحبّر. تحقیق: إحسان عباس۔ بیروت: دار الآفاق الجدیدۃ، ۱۹۸۰ء۔

(۲۹) نعیم صدیقی، محسن انسانیت، مکتبہ ترجمان القرآن لاہور، ص ۲۳۴

(۳۰) امام ابویوسف، یعقوب بن ابرہیم (م ۱۸۲ھ) کتاب الخراج طبع دار القلم بیروت ۱۹۸۲ ص ۵۰

(۳۱) ایضاً

(۳۲) محمد بن جریر طبری (م ۳۱۰ھ)، تاریخ الامم والملوک المعروف تاریخ طبری نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۸۵ء جلد ۵ ص ۲۲-۲۳

(33) https://thesis.asianindexing.com/

❖❖❖